قال اللہ عز وجل قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا

اِعجاز القرآن

جسمیں

قرآن کریم کا کلام ربّانی اور وحی رحمانی ہونا براہین قاطعہ اور دلایل ساطعہ سے ثابت کیا گیا ہے

(از)

بندہ ناچیز محمد ادریس کاندہلوی لقنہ اللہ تعالیٰ عند مماتہ حجۃ الایمان

آمین یارب العلمین و یرحم اللہ عبداً قال آمینا

(مطبوعہ جید برقی پریس بازار بلیماران دھلی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل علیٰ عبدہ الکتاب ولم یجعل
لہٗ عوجا۔ قیمًا لینذر بأسًا شدیدًا من لدنہ ویبشر المؤمنین
الذین یعملون الصّٰلحات انّ لھم اجرًا حسنًا ماکثین فیہ ابدًا
وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدًا۔ والصلوٰۃ والسلام
علی النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبًا عندھم فی التوراۃ
والانجیل وعلیٰ اٰلہ واصحابہ المکرمین ذوی الکرامۃ والتبجیل
امّا بعد حق تعالیٰ شانہٗ نے جب کبھی کسی کو منصبِ رسالت پر سرفراز فرمایا تو
اس کی قوم اور اس زمانے کے مناسب اس کو معجزات عطا فرمائے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں سحر کا زور تھا اس کے مناسب
عصا اور ید بیضاء کا معجزہ عطا کیا گیا۔ ساحرین جو کہ علم سحر سے بکلی اور بخوبی واقف تھے
معجزۂ عصاء کو دیکھتے ہی یہ سمجھ گئے کہ یہ سحر نہیں بلکہ اعجاز اور تائید ربانی ہے اور
ان کو اس کا کامل یقین ہو گیا کہ جو نشانی موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی وہ کوئی
اکتسابی شئی نہیں بلکہ موہبت رحمانی اور عطیۂ الٰہی ہے۔ اس لئے سب سے پہلے ساحرین سجدہ
میں گرے اور فرعون کی باوجود شدید تہدید کے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے۔ اور
ہر قسم کی تکالیف اور مصائب برداشت کیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں علم طب کا بہت زور تھا اس لئے
حق تعالیٰ شانہٗ نے حضرت مسیح کو احیاء موتیٰ اور ابراء اکمہ اور ابرص کا معجزہ عطا فرمایا۔

صد ہزاران طبِ جالینوس بود — پیشِ عیسیٰ و دمش افسوس بود

نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فصاحت و بلاغت انتہائی انتہائی مرتبے پر پہنچی ہوئی تھی۔ اس لئے حق تعالےٰ شانہٗ نے اُس زمانہ کے مناسب نبی اُمی فداہ نفسی و ابی و امی کو ایسی معجز کتاب عطا فرمائی کہ عالم کے تمام فصحا و بلغا اُس کے مثل لانے سے عاجز رہے۔

صد ہزاران دفترِ اشعار بود — پیشِ حرفِ امیش آں عار بود

علاوہ اس کے کہ قرآن کریم خود فی حد ذاتہٖ ایک معجزہ ہے۔ نبی امی کی یہ تحدی اور یہ دعوے کہ تمام جن و انس ملکر اس کی ایک چھوٹی سی چھوٹی سورت کے مثل بنالائیں۔ اس شان کی تحدی اور اس شان کا دعویٰ یہ بھی آپ کی نبوت اور رسالت کی ایک مستقل دلیل ہے۔

اِس مختصر رسالہ میں نہایت اختصار و ایجاز کے ساتھ قرآنِ کریم کے وجوہ اعجاز اور اس کے منزل من اللہ ہونے کے کچھ دلائل جن کو شفائے قاضی عیاض اور شرح مواہب اور تفسیر کبیر سے جمع کیا ہے اپنے ہم ملّت اخوانِ مُومنین کے طمانیت اور دیگر اقوام کی ہدایت کے لئے ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ شانہٗ محض اپنی رحمت اور فضل سے اس تالیف کو قبول فرمائے۔ اور لوگوں کے لئے موجب ہدایت بنائے آمین ثم آمین۔ رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِیْنَ وَمَالَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ یُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِیْنَ اٰمِیْن بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد سید الانام وعلیٰ اٰلہ الاطہار واصحابہ الغر الکرام۔

(۱) دلیلِ اوّل

۱۲۷۲ ... ...

قرآنِ کریم کے تنزیلِ الٰہی اور کلامِ ربانی ہونے کی سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ ایک ایسے زمانہ مین کہ جب فصاحت و بلاغت اپنے شباب پر تھی ایسے ملک مین کہ جس کے مرد وزن پیر و جوان سرتاپا فصاحت و بلاغت بنے ہوئے تھے۔

اس فن میں بھی کوئی فردِ بشر بھی اون کی نظیر و مقابل نہ تھا۔ اسی وجہ سے اس خاص خطہ کے علاوہ تمام روئے زمین عجم کے نام سے موسوم ہوئی۔ یعنی جس کے باشندے بمقابلہ عرب گونگے ہیں۔

قصائد لکھ کر خانہ کعبہ پر لٹکاتے تھے۔ اور وہ ایسے مایہ ناز قصائد تھے کہ جن پر هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ کا اعلان تھا۔ ایسے زمانہ میں ایک شخص کہ جس نے نہ کبھی ایک حرف پڑھا۔ اور نہ کبھی ہاتھ میں قلم پکڑا۔ جس کو یہ بھی نہیں معلوم کہ کتاب اور علم کی کیا حقیقت ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ط

اس سے پہلے آپ نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اپنے داہنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے۔ ایسا اگر ہوتا تو یہ باطل پرست شک میں پڑ جاتے۔"

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ط

جو لوگ اتباع کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے۔ جس کو وہ توریت و انجیل میں اپنے نزدیک لکھا ہوا پاتے ہیں۔

مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ

آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان

وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا نَّھْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَ اِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۙ	کیا ہے - لیکن ہم نے اُس کو نور بنایا جس سے راستہ بتاتے ہیں جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے۔ اور آپ بے شک رہنمائی فرماتے ہیں سیدھے راستہ کی ؟

محمد رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّی ہونے کا ثبوت

تاریخی حیثیت سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا امی ہونا حاتم کی سخاوت اور رستم کی شجاعت سے لاکھ درجہ بڑھ کر متواتر اور مشہور قطعی اور یقینی ہے۔ کسی دلیل اور برہان کا محتاج نہیں۔ لیکن مجادلین و مکابرین کے اسکات کے لئے چند دلائل ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

(۱)۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امی نہ تھے بلکہ آپ نے کسی سے تعلیم پائی تھی تو اوس معلم اور استاد کا آج تک کسی کو علم نہ ہونا سراسر خلافِ عقل ہے۔ اس لئے کہ تعلیم و تعلم کے لئے ایک دو مرتبہ کی ملاقات یا مجالست کافی نہیں بلکہ ایک طویل مدت درکار ہے۔ ایک دو ملاقات میں تو دو تین مسئلوں کی تحقیق اور تفصیل بھی دشوار ہے چہ جائیکہ یہ بے شمار علوم و معارف ایک دو مصاحبت میں طئے ہو جائیں۔ بہرحال تعلیم و تعلم کے لئے ایک مدتِ مدید کی ضرورت ہے جس میں استاذ اور شاگرد اور اون کی تعلیمی کیفیت کا مخفی رہنا قطعاً ناممکن ہے۔ خصوصاً ایسے شہر میں جہاں تعلیم کا کوئی چرچا اور نام و نشان ہی نہ ہو وہاں کسی تعلیم کا مخفی رہنا بالکل خلافِ عقل ہے۔

(۲)۔ دوم یہ کہ یہ مُعلّم اگر مشرکین میں سے تھا تو اُس نے توحید کی ترغیب اور شرک اور بت پرستی سے ترہیب اور بت پرستوں کی تحمیق اور تجہیل کی کہ جس سے

سارا قرآن بھرا پڑا ہے کیسے تعلیم دی۔

اور اگر وہ معلم یہودی تھا تو اس نے حضرت مسیح کی منقبت اور فضیلت اور اون کی والدہ مطہرہ مریم صدیقہ کی طہارت و نزاہت کی کیسے تلقین کی۔ اور اگر وہ معلم نصرانی تھا تو تثلیث اور حضرت مسیح کی الوہیت کا ابطال اور انکی رسالت اور بشریت کا اثبات۔ اور حضرت مسیح کے صلیب پر چڑھائے جانے کا شد و مد سے رد اور انجیل میں تحریف و تبدیل کرنے والوں کی توبیخ اور سرزنش ایک نصرانی نے ان مضامین کی کیسے تعلیم دی۔

(۳) علاوہ ازیں جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علوم و معارف سکھائے اور اگر زاید نہ سہی تو کم از کم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر تو دنیا میں مشہور ہونا چاہئے۔ ایسے علوم و معارف کی تعلیم دینے والے کا دنیا میں گم نام رہنا عقلاً ناممکن ہے۔ ایسا شخص تو شائقین علم کا ماویٰ و ملجا بن جاتا۔ اکناف عالم سے علم کے شائق اور طالب جوق جوق اُس کے پاس پہنچتے۔ اور سارا جہان اُس کی دیدار کے شوق میں ٹوٹ پڑتا۔ یہ ناممکن ہے کہ صاحب فضل و کمال ہو اور مشہور نہ ہو۔ کفار مکہ نے اسی صاحب کمال معلم سے کیوں قرآن کے مثل ایک سورت نہ بنوائی تاکہ اس جنگ و جدال اور قتل و قتال کی نوبت نہ آتی۔

(۴) پھر یہ کہ اس معلم کو کیا داعی پیش آیا کہ اوس نے سارے عرب میں ایک بیکس یتیم کو اپنی تعلیم کے لئے مخصوص کیا۔ اون لوگوں میں سے جو فہم و فراست شعر گوئی اور خطابت میں مشہور تھے۔ یا جو لوگ صاحب وجاہت اور ذی ثروت تھے ان میں سے کسی کو اپنی تعلیم کے لئے کیوں منتخب نہ کیا۔

(۵) نیز اس معلم کو کیا داعی پیش آیا کہ اوس نے آپ کی تعلیم کو اس درجہ

مخفی رکھا کہ کسی متنفس پر اس کو ظاہر ہونے نہ دیا۔

(٦) نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا اون عورتوں کی جنہوں نے آپکو دودھ پلایا یا گود کھلایا تعظیم کرنا اور اون کے لئے اپنی چادر مبارک کا بچھانا ثابت ہے مگر اس قسم کی تعظیم جیسے ایک شاگرد استاذ کی کرتا ہے کہیں ثابت نہیں اگر واقع میں کوئی آپ کا معلم ہوتا تو یہ ناممکن تھا کہ آپ اس کی تعظیم نہ فرماتے۔ اور اگر بفرض محال آپ اس کی تعظیم نہ فرماتے تو وہ معلم کبھی کسی نہ کسی سے ضرور اس امر کی شکایت کرتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود میرے شاگرد ہونے کے میری تعظیم نہیں کرتے۔

(٧) علاوہ ازیں قرآن کریم تیئیس ۲۳ سال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا ہو کر نازل ہوا۔ جب کوئی واقعہ پیش آیا اوس کے مطابق آیتیں نازل ہو گئیں۔ کیا کسی شخص نے آپ کو یہ تمام پیش آنے والے واقعات پہلے ہی بتلاوے تھے اور یہ سمجھا دیا تھا کہ جب یہ واقعہ پیش آئے تو تم یہ آیتیں سُنا دینا۔ اور جب فلان واقعہ پیش آئے تو وہ آیتیں سُنا دینا۔ حالانکہ جو عجیب وغریب واقعات اس تیئیس ۲۳ سال میں پیش آئے وہ وہم وخیال سے بہت بالا اور بلند ہیں اونکی نسبت کسی طرح یہ خیال نہیں کیا جاسکتا کہ کسی شخص نے محض قیاس اور تخمین سے تیئیس ۲۳ سال کے واقعات اور حوادث کو اس تفصیل کے ساتھ پہلے ہی سمجھ لیا ہو۔

خلاصہ

یہ کہ ایک اُمی شخص نے فصحاء وبلغا کے مجمع میں بہ بانگ دہل یہ دعوے کیا۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا	اگر تم شک میں ہو اس سے کہ جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا تو ایک چھوٹی سی چھوٹی سورت اسکے مثل لے آؤ۔ اور سوائے خدا کے اپنے

شُهَدَآءَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝

اعوان و انصار کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پس اگر نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو پھر اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ خاص کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔"

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝

آپ کہدیجئے کہ اگر انس اور جن سب مل کر بھی اس قرآن کا مثل لانا چاہیں تو نہ لا سکیں گے۔ اگرچہ ایک دوسرے کا معین اور مددگار ہو جائے۔"

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن کو از خود بنا لیا ہے آپ کہدیجئے کہ تم بھی اس کے مثل دس سورتیں من گھڑت بنا لاؤ۔ اور سوائے خدا کے جسکو چاہو اپنی مدد کیلئے بلا لو اگر سچے ہو اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو خوب جان لو کہ یہ قرآن اللہ کی وحی سے اُتارا گیا ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس کیا تم اُس کے احکام کی اطاعت کرو گے۔

الحاصل

ایک اُمی شخص نے تمام جن اور انس کو دعوت دی کہ اس جیسی فصیح و بلیغ کوئی سورت بنا کر لاؤ۔ اور اگر نہ لا سکو تو خوب سمجھ لو کہ یہ اللہ ہی کا کلام ہے فَاعْلَمُوْٓا اِنَّمَا

اَنۡزَلَ بِعِلۡمِ اللّٰہِ ؛ اس لئے کہ ایک انسان اور وہ بھی فصیح اللسان اور بلیغ البیان کسی طرح ایک امی محض کے مقابلہ سے عاجز نہیں ہو سکتا۔

نیز تمام جہان کے فصحاء اور بلغاء کا مشرق سے لے کر مغرب تک ایک امی شخص کے مقابلہ سے تیئیس ۲۳ سال تک مسلسل عاجز رہنا سراسر خلاف عقل ہے۔ اصل فطرت میں سب انسان یکساں ہیں۔

انسان کا۔ کاغذی پھول بنانے پر قادر ہونا۔ اور اصل گلاب اور چنبیلی کے پھول بنانے سے عاجز ہونا اس کی کھلی دلیل ہے کہ گلاب اور چنبیلی خدا کے بنائے ہوئے ہیں کوئی ان کے مثل اور مشابہ نہیں بنا سکتا۔

ٹھیک اسی طرح امرء القیس اور لبید کے مثل قصیدہ لانے پر قادر ہونا۔ اور قرآن کے مثل لانے سے عاجز ہونا اس کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ وہ قصائد انسان کے بنائے ہوئے ہیں۔ اور قرآن اللہ کا کلام ہے۔

خلاصہ

یہ کہ جس طرح کوئی اس بے مثل اور یکتا کے فعل کی نظیر نہیں لا سکتا اسی طرح اس لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ کے کلام کی بھی کوئی نظیر نہیں پیش کر سکتا۔

گلاب بے شک انہیں عناصر اربعہ سے مرکب ہوا ہے مگر اس کی ہیئت ترکیبی ایسی بدیع اور نرالی واقع ہوئی ہے کہ کوئی اسکی نظیر نہیں لا سکتا۔

اسی طرح قرآن انہیں حروف ہجا سے مرکب ہوا ہے کہ جن کو سب استعمال کرتے ہیں مگر الفاظ اور کلمات ایسی خوبی سے ترتیب دیے گئے ہیں کہ کوئی نظیر نہیں پیش کر سکتا۔

علاوہ ازیں اس قدر تحدّی سے یہ اعلان کرنا کہ کوئی بھی اس کا مثل نہیں لا سکتا جن اور انس بھی مل کر اگر اس کی نظیر پیش کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ یہ دعویٰ

اسی بے نظیر اور بے مثل اور یکتا ذات کے مناسب ہے۔ بشر نہیں چہ جائیکہ وہ امی محض ہو یہ طاقت نہیں کہ وہ اتنا بڑا دعوے کرسکے۔

تیئیس سال تک قرآن اسی دعوے کے ساتھ اترتا رہا۔ علی رؤس الاشہاد اون کے معبودونکی مذمت اونکی اور اونکے آباؤ اجداد کی جہالت اور سفاہت کو آشکارا کرتا رہا اور یہ کہتا رہا کہ کم از کم کوئی من گھڑت قصہ ہی اس فصاحت و بلاغت کے لگ بھگ پیش کردو جھنجھلا کر غیظ و غضب سے بیتاب ہو کر جنگ اور نبرد آزمائی اور صف آرائی پر اُتر آئے مگر ایک سورت قرآن کے مثل بنا کر نہ پیش کرسکے۔

باچنیں بے ہودہ گوئی می تواں گفتن اگر ❊ قوتے داری بگو ور قدرتے داری بیار

ایسا امی شخص اگر فصحاء و بلغاء کے ہمرتبہ ہی کلام پیش کرتا انصافاً اُس کو بھی اعجاز کہا جاسکتا تھا۔ چہ جائیکہ ایسا کلام پیش کرے کہ جس کے معارضہ سے تمام فصحاء و بلغاء عاجز ہو جائیں صرف فصحاء و بلغا ہی نہیں بلکہ جن و انس بھی۔

علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں بعض علماء کا مقولہ نقل کیا ہے کہ اگر یہ قرآن مصحف میں لکھا ہوا کسی صحرا اور بیابان میں رکھا ہوا ملتا تب بھی عقول سلیمہ اس کے منزل من اللہ ہونیکی شہادت دیتیں۔ اور یہ یقین کرتیں کہ یہ کلام کسی بشر کا نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے چہ جائیکہ اسکو ایسے شخص نے پیش کیا کہ جو سب سے زائد سچا اور سب سے زائد نیک اور سب سے زائد خدا سے ڈرنیوالا اور یہ دعوی کیا کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور عالم کے تمام فصحاء و بلغاء کو اس کے معارضہ اور مقابلہ کی دعوت دی کہ ایک ہی سورت اس کے مثل بنا لاؤ۔ مگر سب عاجز رہے اور اب بھی عاجز ہیں اور ہمیشہ عاجز رہینگے۔

قرآن کا اعجاز کس طرح معلوم ہوسکتا ہے

الحمدللہ کہ تیرہ صدی اس تحدی کے ساتھ گزریں لیکن کوئی مخالف ایک حرف بھی قرآنِ کریم کے مقابلہ میں پیش نہ کرسکا۔

اور اگر اب کسی کو تردد ہے تو اسکی سہل صورت یہ ہے کہ کسی سورتِ قرآنی کا سلیس ترجمہ لے لو اور بڑے سے بڑے ادیب ماہر عربیت اور ماہر فصاحت و بلاغت کے سامنے

پیش کرو۔

پس اگر وہ اس کا عربی ترجمہ ایسا کر لائے جو قرآن کی فصاحت و بلاغت جامعیت اور براعت متانت و سلاست شیرنی و حلات وغیرذلک میں برابر ہو تو سمجھو کہ قرآن کا دعوے غلط ہے۔

اور اگر نہ پیش کر سکے تو پھر اس کے منزل من اللہ ہونے پر ایمان لاؤ۔

فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ فَاعْلَمُوْا اِنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰہِ ۔ پس اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو پھر یقین کرو کہ اللہ کی وحی سے اُتارا گیا"۔

دلیلِ دُوم

اعجازِ قرآن کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ غیبی خبروں پر مشتمل ہے۔ واقعات سے پہلے ہی اون کے وقوع کی خبر دی گئی اور پھر وہ واقعات اسی طرح ظہور میں آئے۔

(۱)۔ مثلاً فارس پر غلبۂ روم کی پیشین گوئی جیسا کہ سورۂ روم کی شروع ہی میں مذکور ہے۔ چند سال گزرنے نہ پائے کہ روم فارس پر غالب آئے۔

(۲) نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے حفاظت اور عصمت کا وعدہ کہ دشمن آپکو قتل نہ کر سکیں گے۔ کما قال تعالیٰ۔

وَاللّٰہُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔ اور اللہ آپکو آپکے دشمنوں سے محفوظ رکھیگا"۔

یہود اور نصارےٰ اور مشرکین سب ہی نے آپ کے قتل کی سر توڑ کوششیں کیں مگر حق جل وعلا کے وعدۂ حفاظت وعصمت نے کسی تدبیر کو کارگر ہونے نہ دیا۔

(۳) فتح مکہ اور لوگوں کے فوج فوج اسلام میں داخل ہونیکی خبر کما قال تعالیٰ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَ الْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۔ جب آجائے اللہ کی مدد اور فتح اور دیکھے لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتا ہوا"۔

(۴) صحابۂ کرامؓ سے خلافت اور تمکین فی الارض کا وعدہ کما قال تعالےٰ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ۔	اللہ نے وعدہ کیا اُن لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور رکئے انہوں نے نیک عمل۔ البتہ انکو خلیفہ بنائیگا زمین میں۔ جیسے پہلے لوگوں کو خلیفہ کیا۔ اور مضبوط کریگا اُن کے دین کو جو اُن کے لئے پسند کیا ہے اور اُن کے خوف کو امن سے بدل دیگا ؛

چنانچہ حسب وعدہ الٰہی بحمد اللہ مکہ اور تمام عرب آپ ہی کی مبارک زندگی میں فتح ہوا۔ اور لوگ فوج فوج اسلام میں داخل ہوئے۔ اور آپ کے وصال کے بعد صحابہ کرام روئے زمین کے خلیفہ ہوئے۔ اور مشرق سے مغرب تک اسلام کا جھنڈا نصب کر دیا ؎

چاکرانت شہرہا گیرند وجاہ　　دین تو گیرد ز ماہی تا بماہ

(۵) مکہ ہی کے زمانۂ قیام میں۔ مقام بدر میں کفار مکہ کی شکست اور ہزیمت کی پیشین گوئی۔ کما قال تعالیٰ۔

سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ عنقریب یہ جماعت شکست کھائیگی۔ اور پُشت پھیر کر بھاگیگی ؛

(٦) قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ۔ کما قال تعالیٰ۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ بلاشبہ ہم ہی نے یہ قرآن اُتارا اور بلاشبہ ہم ہی اس کے ضرور حفاظت کرنے والے ہیں ؛

دشمنون نے بہت کوشش کی مگر بحمد اللہ ساڑھے تیرہ سو برس گزر گئے مگر کوئی شخص اوس کے ایک حرف اور ایک نقطہ اور ایک شوشہ کو بھی نہ بدل سکا۔ اور نہ قیامت تک بدل سکے گا۔

ایسی صحیح اور ٹھیک غیب کی خبرین سوائے اس علّامُ الغُیوب کے کوئی نہیں دے سکتا جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ کلام اُسی کا کلام ہے۔ کسی بشر کا کلام نہیں۔ اور علیٰ ہذا منافقین کے مخفی اسرار اور اون کے دلونکی پوشیدہ باتونکا اظہار سوائے اُس علیمٌ بما فی الصُّدُور کے کون کر سکتا ہے۔ کما قال تعالیٰ۔

وَیَقُوْلُوْنَ فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ لَوْلَا یُعَذِّبُنَا اللّٰہُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ وہ اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ

خدا ہم کو کیوں نہیں عذاب دیتا اُسپر جو ہم کہتے ہیں"۔ وقال تعالےٰ۔

یخفُوْنَ فِی انفسھم مَالَا یبدُوْنَ لکَ یقوْلُوْنَ لو کَانَ لنَامِنَ الامر شیٔ مَا قتلنا ھٰھنا ۔	پوشیدہ رکھتے ہیں اپنے دلوں میں وہ بات جو آپکے سامنے ظاہر نہیں کرتے۔ یہ کہتے ہیں کہ کاش اگر ہم کو کچھ اختیار ہوتا تو یہاں قتل نہ کئے جاتے"۔

جنگ بدر کے وقت صحابۂ کرام کے دل میں یہ خیال آیا کہ ابو جہل کی جماعت کے بجائے ابو سفیان کی جماعت سے مقابلہ ہو تو بہتر ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وتودون ان غَیْرَ ذاتِ الشّوکۃ تکوُن لکم ۔ ۔ تم یہ تمنا کرتے ہو کہ غیر ذی شوکت جماعت تم کو ملے۔ اللہ ہی کا کلام دلوں کے سربستہ رازوں کو فاش کر سکتا ہے۔

اگر ایک شخص اپنا سینہ بھی دوسرے کے سینے سے ملا دے بلکہ دل بھی دیکھ لے تب بھی دل کا راز کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ کہ خدا ہی اپنے کسی نبی اور رسول کو بذریعۂ وحی کے مطلع فرمائے۔

دلیلِ سوم

اعجازِ قرآن کی تیسری وجہ یہ ہے کہ وہ ایسے بے نظیر اور بے مثل علوم اور معارف پر حاوی ہے کہ جو خداوندِ بے چون و چگون ہی کی شان کے شایان ہو سکتے ہیں۔ عالم کی تمام کتابیں مل کر بھی اس کتاب کریم کے ایک موضوع کے علوم و معارف کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

بطور نمونہ قرآن کریم کے علوم و معارف کے چند عنوانات ذکر کرتے ہیں جس سے ناظرین اندازہ کر سکیں کہ کتاب الٰہی کا کن علوم اور معارف پر مشتمل ہونا ضروری ہے۔

(۱) حق جل وعلا کا تمام صفات کمال کو جامع ہونا۔

(۲) ہر قسم کے نقص اور عیب کے شائبہ سے بھی اوس کی ذات اور صفات کا پاک اور منزّہ ہونا۔

(۳) اوس وحدہٗ لاشریک لہ کو ایک سمجھنا اوسکی ذات اور صفات اور اوس کی عبادت اور بندگی میں اعتقاداً اور عملاً کسی طرح بھی ذرہ برابر کسی کو شریک نہ کرنا۔

(۴) جو عمل بھی ہو وہ اخلاص کے ساتھ ہو یعنی خالص اوس کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہو۔ ریاء اور شہرت کے شائبہ سے بالکلیہ پاک ہو اور اخلاص اسدرجہ کامل ہو کہ سوائے اوس حق جل شانہٗ کی رضا، اور خوشنودی کے اپنے اخلاص پر بھی ذرہ برابر نظر نہ ہو۔

(۵) قلب ہروقت اللہ کی محبت اور رغبت و رہبت اور خوف اور خشیت سے معمور ہو۔

(۶) اٹھتے اور بیٹھتے، چلتے اور پھرتے، سوتے اور جاگتے، کھاتے اور پیتے، آتے اور جاتے، ہر دم اور ہر لحظہ اوسی کا ذکر دل اور زبان سے جاری ہو ؎

یک لحظہ زکوئے یار دوری ٭ درمذہب عاشقان حرام است

(۷) دنیا میں جس کسی سے تعلق اور محبت اور الفت ہو وہ اسی کے واسطے ہو۔ اور جس کسی سے بغض اور نفرت ہو وہ بھی اوسی کی وجہ سے ہو۔ یعنی اوس کے مطیع اور فرمانبردار بندوں سے محبت اور نافرمانوں سے نفرت ہو۔

(۸) ظاہر اور باطن کو اخلاق رذیلہ سے پاک اور اخلاق جمیلہ سے آراستہ رکھا جائے۔ مثلاً قلب حُبِ دنیا اور حبِ جاہ اور حبِ مال۔ کینہ اور حسد تکبر اور خودپسندی، غرور، اور تفاخر اور اس قسم کے تمام اخلاق رذیلہ سے پاک ہو۔ اور بجائے اس کے اخلاص اور صدق، صبر اور شکر، رضا اور تسلیم، توکل اور قناعت، خوف اور رجاء اور انابت الی اللہ سے معمور ہو۔

اور علیٰ ہذا مثلاً زبان لعن اور طعن، استہزاء اور تمسخر، کذب اور غیبت، فحش گوئی چغلخوری اور شماتت، اپنی بڑائی اور تعلّی، اور غرباء اور فقراء کی تحقیر و تذلیل، جدال و خصام، اور بے ضرورت کلام اس قسم کے تمام عیوب سے پاک ہو۔ اور بجائے اس کے جل جلالہٗ کے ذکر اور شکر سے تر ہو۔

(۹) ظاہراً اگرچہ اپنے دنیوی حوائج اور ضرورتوں میں مشغول ہو۔ مگر فکر آخرت ہی کی ہو ؎

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ باش + اینچنین زیبا روش کم می بود اندر جہاں

(۱۰) قیامت کا صریح اور روشن دلائل سے اثبات۔ علوم آخرت کی بے نہایت تشریح و تفصیل جس کو پڑھ کر دنیا کی فانی لذتیں ہیچ اور حقیر معلوم ہونے لگیں۔ اور آخرت اور اوس کی جاودانی نعمتوں کا شوق اور ولولہ دل میں پیدا ہو۔ دنیا کی ملمع کاری اور آخرت کی حقیقت خوب منکشف ہو جائے۔

(۱۱) آیات قدرت میں تفکر اور تدبر کے احکام، انقلاباتِ زمانہ اور حوادثِ دہر سے عبرت حاصل کرنیکی تاکید ایکطرف اوس رب کریم کی بے شمار آلاء و نعم کا مراقبہ اور دوسری طرف اپنے دیدہ و دانستہ خدائے عز و جل کے نافرمانیوں کا محاسبہ کرنیکی تاکید اکید۔

(۱۲) ظاہری اور باطنی طہارت و نجاست کی تفصیل۔

(۱۳) حلال و حرام کی پوری پوری تشریح و توضیح۔

(۱۴) تدبیر منزل اور تدبیر ملکی۔ انفرادی اور اجتماعی معاشرت اور تمام معاملاتِ تجارت کے وہ عجیب و غریب اصول و ضوابط کہ جس کو دیکھ کر سارا عالم دنگ اور حیران ہے۔

اسلام کے مخالف ہیں مگر انہیں اصول و ضوابط سے اپنے مذہب اور تمدن اور معاشرت کی اصلاح کرتے جاتے ہیں۔

ہنود ہیں کہ وہ دن بدن بت پرستی سے تائب ہوتے جاتے ہیں۔ مشرک اور بت پرست کہلانے سے اون کو عار آتی ہے۔ نصاریٰ ہیں کہ مسئلہ تثلیث اور کفارہ سے متنفر اور توحید کی طرف مائل ہیں۔

علامہ رشید رضا تفسیر المنار صفحہ ۲۱۳ جلد ا میں لکھتے ہیں کہ حال میں بعض انگریزی اخبارات اس امر کو بار بار لکھ رہے ہیں کہ انجیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت ثابت نہیں ہوتی بلکہ اونکا نبی اور بشر ہونا، اور تمام خلائق سے ممتاز ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حال ہی میں مشرکینِ ہند نے معاشرتی مجبوریوں کی وجہ سے خلع اور طلاق، اور نکاحِ بیوگان۔ اسلام کے یہ پاکیزہ اصول اختیار کرنے شروع کر دیے ہیں۔

اسلام نے جس شدت اور تاکید کے ساتھ پردہ کا حکم دیا ہے کسی مذہب میں اوس کی

نظیر نہیں۔ شریعت غرّا کا یہ حکم سراسر حیاء و شرم عفت و احصان پر مبنی ہے۔ معاذ اللہ یہ حکم عورتوں کے قید کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ باغیرت اور باحیا لوگون کے حرم کو دنیا کے بدکار اور لچّوں اور شہوت پرستوں کی ناپاک نظروں سے محفوظ رکھنے کے لئے ہے۔ غیرت اور حیاء والے ہی اس سراپا عفت و عصمت حکم کی قدر و منزلت کا احساس کر سکتے ہیں۔

یورپ جو کہ بے غیرتی اور بے حیائی کے باب میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں میں ضرب المثل ہے وہ بھی اب بے حجابی کے مفاسد سے گھبرانے لگا ہے۔ اور کبھی کبھی اس کے کسی گوشہ سے اس بے حیائی پر تاسف اور حسرت کا اظہار سنائی دیتا ہے۔ بہر حال ہر قوم کے کچھ سمجھدار لوگ اب اسلام کے اس مسئلہ حجاب کی ضرورت محسوس کرنے لگے ہیں۔

الحاصل

ایسے اعلیٰ اور ارفع علوم و معارف کی طرف خدا ہی کی کتاب رہنمائی کر سکتی ہے۔ ایک امی شخص کہ جس نے نہ کبھی پڑھا اور نہ لکھا نہ کسی علمی شہر میں نشو و نما پائی۔ عمر کے دو تہائی حصے اس حالت میں گزرے۔ اس کے بعد اس امی محض نے ایسی مفصل اور مبرہن اور مدلل کتاب عالم کے سامنے پیش کی کہ جو ایسے عجیب و غریب علوم و معارف پر مشتمل ہے کہ جس کے سامنے سارا عالم دنگ اور حیران ہے۔ اگر یہ تنزیل ربانی اور وحی الٰہی نہیں تو اور کیا ہے ؎

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ ... وَکِتَابُہٗ اَقْوٰی وَاَقْوَمُ قِیْلاً

اللہ اکبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور آپکی کتاب نہایت محکم اور نہایت درست ہے۔

لَاتَذْکُرُوْا الْکُتُبَ السَّوالِفَ عِنْدَہٗ ... طَلَعَ الصَّبَاحُ فَاَطْفَاءَ الْقِنْدِیْلاً

قرآن کے سامنے گزشتہ کتابوں کا ذکر ہی مت کرو۔ صبح طلوع ہو گئی پس اوس نے قندیل کو بجھا دیا۔"

جس شخص کو خدا نے ذرہ بھی عقل دی ہے وہ خوب سمجھ سکتا ہے کہ کلام الٰہی اور وحی ربانی کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو خدا تک پہنچنے کا صحیح اور صاف راستہ معلوم ہو جائے اور ظاہر ہے کہ امور متذکرہ بالا سے بڑھ کر اور کون سا راستہ خدا تک پہنچا سکتا ہے

خلاصہ یہ کہ جس طرح قرآن بہ اعتبار فصاحت اور بلاغت کے معجزانہ ہے

اسی طرح باعتبار علوم اور معارف کے بھی معجز ہے۔ اور اگر کسی کو شک ہے تو پھر ایسی کتاب لا دکھائے جو ایسے علوم و معارف کی حاوی ہو۔

توریت اور انجیل اور وید وغیرہ کا قرآن کے ساتھ ان علوم و معارف میں موازنہ اور مقابلہ کیا جائے تو خدا کی قسم موازنہ کرنیوالا توریت و انجیل کی قرآن کریم کے ساتھ وہ نسبت بھی نہ پائیگا جو قطرہ کو دریا کے ساتھ یا ذرہ کو آفتاب کے ساتھ ہے۔

اسی وجہ سے حافظ ابن تیمیہ قدس اللہ سرہ الجواب الصحیح میں فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کا یہ معنوی اعجاز اوس کے لفظی اعجاز سے بدرجہا اعظم اور اعلیٰ اور ارفع ہے جس طرح تمام عالم کے عقلاء اور فضلاء اوس کے الفاظ کے مثل لانے سے قاصر اور عاجز ہیں اسی طرح قرآن کے علوم اور معارف کے مثل لانے سے لاکھ درجے بڑھ کر عاجز اور درماندہ ہیں۔

اور حافظ موصوف کتاب النبوات صفحہ (۱۱۲) میں فرماتے ہیں:۔

وَالقرآن مِمّا یعلم النّاس عربهم وعجمهم انّه لم یوجد له نظیر مع حرص العرب و غیر العرب علیٰ معارضته فلفظه آیة ونظمه آیة وَ اخباره بالغیوب آیة وامره ونهیه آیة ووعده ووعیده آیة وجلالته وعظمته وسلطانه علی القلوب آیة وَ اذا ترجم لغیر العربی کانت معانیه آیة کل ذلك لایوجد له نظیر فی العالم۔	عرب اور عجم سب کو معلوم ہے کہ قرآن کی نظیر نہیں ۔ حالانکہ عرب اور غیر عرب سب ہی اوس کے مقابلہ کی کوشش کی۔ پس اس کے الفاظ بھی معجزہ اسکی نظم اور اسلوب کلام بھی معجزہ ۔ قرآن کا غیب کی خبریں دینا یہ بھی معجزہ ۔ اوسکا امر اور نہی بھی معجزہ اوس کا وعدہ اور وعید بھی ایک معجزہ اوسکی جلالت اور عظمت اور قلوب پر اوس کی ہیبت بھی ایک معجزہ ۔ اور جب غیر عربی میں اسکا ترجمہ کیا جائے تو اوس کے معانی اور علوم بھی معجزہ ۔ خلاصہ یہ کہ کسی شئی میں اوس کی نظیر نہیں۔

دلیل چہارم

اعجاز قرآن کی چوتھی دلیل قرآن کریم کا زمانہ نزول سے تا قیام قیامت بلا کسی تغیر و تبدل اور بلا کسی تحریف کے باقی رہنا ہے۔ حضرات انبیاء سابقین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کو جو منجانب اللہ معجزات اور آیات بینات عطا ہوئے وہ اونہیں حضرات کے وجود باجود تک باقی رہے بعد میں ختم ہو گئے۔ بخلاف نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے کہ آپکا یہ عظیم الشان معجزہ یعنی قرآن کریم زمانہ نزول سے ابتک اسی شان کے ساتھ حسب وعدہ الٰہی محفوظ ہے۔ قرآن کریم کی ہر سورت اور ہر آیت چونکہ معجزہ ہے اس اعتبار سے قرآن کریم ایک معجزہ نہیں بلکہ ہزارہا معجزات کا مجموعہ ہے۔ قال تعالےٰ۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝	"بے شک ہم نے قرآن کو نازل کیا۔ اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں"

اور بظاہر قرآن کو اس لئے محفوظ رکھا گیا کہ کتب سماویہ میں سے آخری کتاب ہے۔ اس کے بعد قیامت تک اور کوئی کتاب نازل نہ ہوگی جو اس کے اغلاط کی تصحیح کر سکے۔ جس طرح اس نے توریت و انجیل کے اغلاط پر متنبہ کیا۔ اسی وجہ سے ارشاد ہے:-

وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ۔ ۝ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ ۝	"ہلاکت ہے قرآن کے جھٹلانے والوں کے لئے۔ پس کس کتاب پر اس کے بعد ایمان لائیں گے"۔ وقال تعالیٰ
وَاِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ لَّا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ ۝	"بے شک یہ نادر کتاب ہے۔ باطل اس کے پاس بھی نہیں آتا۔ آگے سے نہ پیچھے سے یہ حکیم حمید کی اُتاری ہوئی کتاب ہے"۔

عارف رومی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں ؎

مصطفیٰ را وعدہ کرد الطاف حق ❊ گر بمیری تو نمیرد ایں سبق

الطاف حق نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا کہ اگر آپ وفات پا جائیں تو یہ

قرآن کا سبق ہرگز مردہ نہ ہوگا۔

من کتاب و معجزت را حافظم ✤ بیش و کم کن راز قرآن راہ فضم

آپکی کتاب اور معجزہ کا میں محافظ ہوں۔ کسی کو اسمیں کمی بیشی نہ کرنے دونگا۔

کس نتاند بیش و کم کردن درو ✤ تو بہ از من حافظے دیگر مجو

کوئی شخص اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ کرسکیگا۔ مجھہ سے بہتر کسی محافظ کو مت تلاش کرو۔

تا قیامت باقیش داریم ما ✤ تو مترس از نسخ دین اے مصطفیٰ

قیامت تک ہم اس کو باقی رکھیں گے۔ آپ دین کے منسوخ ہونے سے نہ ڈریں۔ یعنے آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ قیامت تک آپ ہی کا دین باقی رہیگا۔

اے رسول ما تو جادو نیستی ✤ صادقی ہم خرقۂ موسیستی

اے ہمارے رسول آپ کوئی جادو نہیں۔ آپ صادق ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے ہم خرقہ ہیں

ہست قرآن مر ترا ہمچوں عصا ✤ کفرہا را درکشد چوں اژدہا

آپکے لئے یہ قرآن موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے مشابہ ہے۔ کفر کی تمام انواع واقسام کو اژدہا کے مانند نگل جائیگا۔

دلیل پنجم

قرآن کے کلام الٰہی ہونیکی ایک دلیل جو خود قرآن نے پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ اسکا کلام الٰہی ہونا انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے صحف اور کتب میں مذکور ہے اور علماء بنی اسرائیل اس سے خوب واقف ہیں۔

وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	اور یہ قرآن اتارا ہوا ہے پروردگار عالم کا۔
اَوَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ (سورہ شعراء)	کیا اون کے لئے نشانی نہیں۔ یہ بات کہ جانتے ہیں اس کو علماء بنی اسرائیل۔
وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ	اور جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ یقین رکھتے کہ یہ قرآن تیرے رب کی طرف سے

بِالحقِّ فلَا تکونَنَّ مِنَ المُمتَرِینَ ۵ (سورۂ انعام) نازل کیا گیا ٹھیک۔ پس آپ شک کرنیوالوں میں نہ ہوں ا ا "

(چنانچہ صحیفہ یسعیاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام باب ۲۸۔ آیت ۱۲) میں ہے۔ سو خداوند کا کلام اون سے یہ ہو گا حکم پر حکم۔ حکم پر حکم۔ قانون پر قانون قانون پر قانون۔ تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں۔ اھ

چنانچہ قرآن عزیز اسی طرح نجماً نجماً یعنی تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ رہی موجودہ انجیل سو وہ علماء مسیحین کے نزدیک منزل من اللہ ہی نہیں بلکہ حواریین کی تصنیف ہے"۔

اور ہمارے نزدیک جو انجیل حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی تھی تو وہ تمام کتاب دفعۃً واحدۃً یعنی ایک ہی مرتبہ نازل ہوئی تھی۔ قران کی طرح نجماً نجماً نازل نہیں ہوئی"۔ قال تعالیٰ

وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیرًا وقرانًا فرقنٰہ لتقرأہ علی النّاس علیٰ مکثٍ وَّ نزّلنٰہ تنزِیلاً۔ قُل اٰمنُوا بِہٖ اَولَا تُؤمنُوا۔ اِنَّ الَّذِینَ اوتوا العلم مِن قبلہٖ اذا یتلیٰ علیھم یخرّون للاذقان سُجَّدًا وَّ یقولُونَ سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولًا۔ وَ یَخِرُّونَ لِلاَذقان یبکُونَ وَ یزیدھم خشُوعًا ۵ (سورۂ اسراء)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا۔ اور قرآن کو ہم نے متفرق کر کے اُتارا تا کہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں۔ اور ہم نے اوس کو بتدریج اُتارا۔ آپ کہدیجئے کہ تم اس کو مانو یا نہ مانو وہ لوگ جن کو اس سے پہلے علم دیا گیا انپر جب یہ قرآن تلاوت کیا جاتا ہے تو سجدہ میں گر جاتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ سبحان اللہ ہمارے رب کا وعدہ (نزول قرآن کے متعلق) ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ اور گرتے ہیں تھوڑیوں پر روتے ہوئے۔ اور اون کے خشوع میں اور اضافہ ہو جاتا ہے"۔

یعنی علماء بنی اسرائیل اس وعدہ کو کہ اخیر زمانہ میں کلام الٰہی نازل ہو گا ٹھیک پاتے ہیں۔

توراۃ ص ۳۹۹ سفر استثناء باب ۱۸۔ آیت ۱۸۔

میں اون کے لئے اون کے بھائیوں میں تجھہ سا ایک نبی برپا کرونگا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالونگا۔ اھ

یعنی اوس نبی پر تورات کی طرح کوئی لکھی ہوئی کتاب نازل نہ ہوگی۔ بلکہ فرشتہ اللہ کی وحی لیکر نازل ہوگا۔ اور وہ نبی امی ہوگا۔ فرشتے سے سن کر اللہ کا کلام یاد کریگا اور اپنے منھ سے پڑھ کر اپنی امت کو سنائیگا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوْحٰى ۔ ط

نہیں بولتا اپنی نفس کی خواہش سے۔ نہیں ہے یہ مگر اللہ کی بھیجی ہوئی وحی۔

انجیل برنابا ص ۶۶ فصل ۴۲۔

اجاب يسوع و لست احسب نفسي نظير الذي تقولون عنه لاني لست اهلا ان احل رباطات جرموق او سيور حذاء رسول الله الذي تسمونه مسيا الذي خلق قبلي وسياتي بعدي وسياتي بكلام الحق ولا يكون لدينه نهاية۔ اھ

حضرت مسیح نے فرمایا۔ میں اپنے نفس کو اس کے مثل نہیں گمان کرتا۔ جس کا تم ذکر کرتے ہو۔ اس لئے کہ میں اس کا بھی اہل نہیں کہ اوسکی جوتی کے تسمے کھولوں یعنی وہ اللہ کا رسول جس کو تم مسیا کہتے ہو وہ مجھہ سے پہلے پیدا کیا گیا۔ اور میرے بعد آئیگا۔ اور کلام حق یعنی اللہ کا کلام لے کر آئیگا اور اوس کے دین کی کوئی انتہا، نہ ہوگی آھ"۔

اور اسی وجہ سے کہ قرآن حکیم کا کلام الٰہی ہونا انبیاء کرام کی زبانی معلوم ہو چکا تھا۔ وہ علماء بنی اسرائیل کہ جو تعصب اور حمیت اور جمود سے پاک تھے سنتے ہی سمجھہ گئے کہ بے شک وہ کلامِ الٰہی ہے کہ جس کی خبر حضرات انبیاء کرام دیتے چلے آئے اور فوراً یہ لوگ ایمان لائے۔ کما قالَ تعالیٰ۔

وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (سبا)

جن کو علم دیا گیا وہ جانتے ہیں کہ جو کتاب آپکی طرف خدا کی جانب سے نازل کی گئی وہی حق ہے۔ اور خدا کا راستہ بتلاتی ہے۔

جب مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر بہت سختی کی تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اجازت دی کہ مسلمان کسی اور ملک میں چلے جائیں۔ چنانچہ حضرت جعفر طیار اور کچھہ مرد اور کچھہ عورتیں ملک حبش کی طرف ہجرت کر گئے۔ اس ملک کا بادشاہ اصحمہ نجاشی عیسائی المذہب تھا۔

قریش نے ایک وفد بہت سے ہدایا دیکر نجاشی کے پاس روانہ کیا تاکہ یہ وفد شاہ حبشہ سے یہ درخواست کرے کہ یہ مسلمان جو آپ کے ملک میں آئے ہیں اون کو قید کرکے پھر مکے ہی روانہ کردیا جائے۔"

نجاشی نے مسلمانوں کو بلوایا اور تمام حال دریافت کیا۔ پھر دریافت کیا کہ اُس نبی کا قریبی رشتہ دار کون ہے۔ حضرت جعفر نے کہا میں ہوں۔"

نجاشی نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام حال دریافت کیا اُس کے بعد یہ دریافت کیا کہ اون پر کوئی کتاب بھی نازل ہوتی ہے یا نہیں۔ حضرت جعفر نے کہا ہاں۔ نجاشی نے کہا اچھا اُس کا کوئی حصہ پڑھ کر سناؤ۔ حضرت جعفر نے سورہ مریم شروع کی۔

بادشاہ اور تمام ارکانِ دولت اور قسیسین اور رہبان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ایک مسلسل بارش جاری تھی۔ بادشاہ ایمان لے آیا۔ اور کہا کہ یہی نبی ہیں کہ جن کی انبیاء سابقین اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشارت دی ہے۔ اور قریش مکہ کے تمام ہدایا واپس کردئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔"

لتجدنّ اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود والذین اشرکوا ولتجدنّ اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ۔ ذٰلک بانّ منھم قسیسین ورھباناً وانّھم لا یستکبرون۔ واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تریٰ اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا

اہل ایمان کی عداوت میں تم سب سے زیادہ یہود اور مشرکین کو پاؤگے۔ اور ایمان والوں کی محبت میں سب سے زیادہ قریب ان لوگوں کو پاؤگے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اسوجہ سے کہ اون نصاریٰ میں علماء اور درویش ہیں۔ اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ اور جب سنتے ہیں کہ اس قرآن کو جو رسول پر اتارا گیا تو انکی آنکھوں کو آنسوؤں سے بہتا ہوا دیکھوگے

مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۔ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِيْنَ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ

اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لائے پس ہمکو ماننے والوں کے ساتھ لکھدے اور ہمکو کیا ہوا کہ ہم تصدیق نہ کریں اللہ کی اور اُس حق (قرآن) کی جو ہمارے پاس آیا ہے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمکو صالحین کے زمرہ میں داخل کرے۔ پس اللہ تعالےٰ نے اس کہنے پر انکو جزا میں ایسے باغ دئے جنکے نیچے سے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ اسمیں رہینگے اور یہ محسنین کی جزا ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا۔ اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی وہ دوزخی ہیں۔“

عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دیکھا اور قرآن کو سُنا تو یہ کہا کہ بے شک یہ وہی نبی اور وہی کتاب ہے کہ جس کی انبیاء سابقین نے بشارت دی ہے۔“

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰی مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (سورہ احقاف)

آپ کہدیجئے بتلاؤ اگر یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے اس کی تکذیب کی اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اسکی گواہی دی پس وہ ایمان لے آیا اور تم نے تکبر کیا۔ (تو بتلاؤ پھر تمہارا کیا انجام ہوگا) بیشک خدا ظالموں کو ہدایت نہیں فرماتا۔“

علامہ رشید رضا تفسیر المنار میں لکھتے ہیں کہ بلاد مصر و شام میں جو علماء یہود و نصاریٰ عربی زبان کے ادیب اور حاذق اور ماہر ہیں۔ رمضان المبارک کی راتوں میں اون مسلمانوں کے یہاں جن سے ان کی شناسائی اور تعلقات ہیں۔ تراویح میں جب قرآن کریم پڑھا جاتا ہے تو وہ اُس کے سُننے کے لئے حاضر ہوتے ہیں تاکہ اوسکی

حلاوت اور شیرینی اور فصاحت و بلاغت اور علوم و معارف کی جامعیت سے لذت حاصل کریں۔

دلیل ششم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ۔ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ۝

کیا قرآن میں یہ تدبر نہیں کرتے۔ اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا تو ضرور اس میں بہت تفاوت پاتے۔"

کلام کا اول سے آخر تک فصاحت و بلاغت متانت و سلاست میں یکسان ہونا کلام الٰہی کے ساتھ مخصوص ہے۔

اسلئے اول تو کسی بڑے سے بڑے شاعر اور بڑے سے بڑے خطیب کا کوئی قصیدہ اور خطبہ اول سے آخر تک یکساں نہیں ہوتا۔

تمام قصیدہ میں چند شعر منتخب ہوتے ہیں۔

نیز شاعر صدق کی رعایت رکھ کر فصیح و بلیغ قصیدہ نہیں لکھ سکتا۔ ع

شعر چوں اکذب اوست احسن اوست۔

اور اسی وجہ سے لبید بن ربیعہ اور حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ جب اسلام لے آئے تو اون کے اشعار میں وہ زور باقی نہیں رہا کہ جو زمانہ جاہلیۃ میں تھا۔

بخلاف قرآن کے کہ وہ باوجود صدق کے پوری رعایت کے پھر فصاحت و بلاغت کے انتہائی مرتبہ پر ہے۔

نیز ایک شاعر ایک خاص فن میں عمدہ قصیدہ لکھ سکتا ہے۔ دوسرے فن میں اُس جیسا قصیدہ نہ لکھ سکیگا۔

بخلاف قرآن عزیز کے کہ اس میں مختلف قسم کے مضامین ہیں مگر ہر مضمون اعجاز اور انتہائی فصاحت و بلاغت کے ساتھ ہے۔ بطور نمونہ ہر فن کی ایک ایک آیت پیش کرتے ہیں۔

ترغیب

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّا اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ جَزَآءً بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝

کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کیا آنکھوں کی ٹھنڈک اُن کے لیے چھپا رکھی ہے اون کے اعمالِ صالحہ کی جزا میں۔"

وَ فِیۡهَا مَا تَشۡتَهِیۡهِ الۡاَنۡفُسُ وَ تَلَذُّ الۡاَعۡیُنُ ۝

اور جنت میں وہ ہوگا کہ دل جس کی خواہش کرتے ہیں اور آنکھیں اون سے لذت پاتی ہیں۔"

وَ لَهُمۡ فِیۡهَا مَا یَشَآءُوۡنَ ۝

اور اون کے لئے جنت میں وہ ہوگا جو وہ چاہیں گے۔"

ترہیب

ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمُ الۡاَرۡضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوۡرُ۔ اَمۡ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یُّرۡسِلَ عَلَیۡکُمۡ حَاصِبًا فَسَتَعۡلَمُوۡنَ کَیۡفَ نَذِیۡرِ ۝ وَ لَقَدۡ کَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَکَیۡفَ کَانَ نَکِیۡرِ ۝

کیا تم بے خوف ہوگئے ہو کہ خدا تم کو زمین میں دھنسا دیوے پھر وہ زمین کانپنے لگے۔ اور کیا تم بے خوف ہوگئے، ہو کہ خدا تم پر آسمان سے پتھر برسائے۔ عنقریب تم معلوم کر لوگے کہ میرا ڈرانا کیسا ہے۔ اور البتہ ان سے پہلے لوگوں نے تکذیب کی۔ پس کیسا ہوا میرا عذاب۔"

تزکیۂ باطن اور تہذیب النفس

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىهَا ۝ وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا ۝

بے شک کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو پاک صاف کر لیا۔ اور ناکام ہوا وہ شخص جس نے اوسکو خراب کیا۔

فَاَمَّا مَنۡ طَغٰی ۔ وَ اٰثَرَ الۡحَیٰوةَ الدُّنۡیَا فَاِنَّ الۡجَحِیۡمَ هِیَ الۡمَاۡوٰی

پس جسنے حد سے تجاوز کیا اور آخرت کے مقابلہ میں دنیوی زندگی کو ترجیح دی پس جہنم ہی

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى۔ اور جو شخص خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہشوں سے باز رکھا پس جنت ہی اسکا ٹھکانہ ہے۔

نیز کوئی شاعر خواہ وہ کتنا ہی ماہر اور حاذق کیوں نہ ہو جب وہ رزم اور بزم اور عشق و طرب کے میدان سے نکل کر عبادات اور معاملات اور مکارم اخلاق میں قدم رکھتا ہے تو گزشتہ کلام میں اور اس کلام میں بین فرق ہو جاتا ہے۔ وہ حلاوت اور وہ فصاحت و بلاغت جو رزم و بزم میں تھی۔ عبادات میں آکر نہیں رہتی۔

بخلاف قرآن کے عبادات اور معاملات اور مکارم اخلاق ہی سے بھرا ہوا ہے، مگر پھر بھی فصاحت و بلاغت کے انتہائی مرتبہ میں ہے۔

نیز ایک شاعر جب کسی قصہ کو دوبارہ نظم کرنا چاہے تو اس میں وہ حلاوت اور وہ فصاحت و بلاغت نہیں پیدا کر سکتا کہ جو پہلی مرتبہ تھی۔ بخلاف قرآن کے کہ وہ ایک ہی قصہ کو مختلف عنوان سے نہایت اعجاز کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔ اور گزشتہ فصاحت و بلاغت اور شیرینی اور حلاوت میں کوئی کمی نہیں آتی۔

(هو المسك ما كررته يتضوع)

دلیل ہفتم

جس طرح قرآن کریم سینوں میں محفوظ چلا آرہا ہے۔ اسی طرح حدیث کا ایک عظیم ذخیرہ بھی ہمیشہ سے محفوظ چلا آیا ہے۔

حدیث کا تمام ذخیرہ اگرچہ متواتر نہیں لیکن کچھ نہ کچھ ضرور ہے کہ جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک متواتر طریق سے پہنچا ہے۔ جس کی نسبت قطعاً و یقیناً یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ حدیث بعینہٖ مشکوٰۃ نبوت سے نکلی ہوئی ہے۔

لیکن جب اوس حدیث کا کہ جسکا مشکوٰۃ نبوۃ سے نکلنا قطعی اور یقینی ہے۔ قرآن کے کسی حصہ کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہے تو زمین و آسمان کا فرق نکلتا ہے۔

ایک جملہ اور ایک فقرہ بھی قرآن کریم کے ساتھ لگا نہیں کھا سکتا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن آپکا کلام نہیں بلکہ کلام الٰہی ہے۔ ایک شخص کے کلام میں اس درجہ

تفاوت ہونا سراسر خلاف عقل ہے۔ اور اس آیت میں اسی دلیل کی طرف اشارہ ہے۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (سورۂ یونس)

اور جب اونکے سامنے ہماری واضح آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے یہ کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی اور قرآن لاؤ یا اسکو بدل ڈالو آپ کہدیجئے کہ میرے لئے ممکن نہیں کہ اسکو میں اپنی طرف سے بدل سکوں میں صرف وحی کا اتباع کرتا ہوں۔ یقیناً میں اگر اوسکی ذرہ برابر نافرمانی کروں تو بڑی ہولناک کے دن عذاب سے میں ڈرتا ہوں۔ آپ یہ کہدیجئے کہ اگر خدا چاہتا تو میں اسکو تمھارے سامنے نہ پڑھتا اور نہ وہ اسکی تمکو خبر کرتا اس سے قبل میں تم میں ایک طویل عمر گزار چکا ہوں۔ پس کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

حافظ ابن تیمیہ قدس اللہ سرہٗ نے الجواب الصحیح ص۵۷ ج ۴ میں اس دلیل کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

دلیل ہشتم

تلاوت قرآن کے وقت قلوب پر ایک خاص خشیت اور ہیبت کا طاری ہو جانا خود بتلاتا ہے کہ یہ کلام کسی بشر کا کلام نہیں اس لئے کہ یہ شان و شوکت اور خاص اثر اور یہ ہیبت کسی انسان کے کلام سننے کی وقت قلوب پر نہیں طاری ہوتی۔

اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ۔ (سورۂ زمر)

اللہ نے اتارا بہترین کلام یعنی ایسی کتاب جو اوّل سے آخر تک یکساں ہے دوہرائی ہوئی جس سے کانپ اٹھتے ہیں جسم اُن لوگوں کے جو خدا سے ڈرتے ہیں پھر نرم ہو جاتے ہیں جسم اور دل اونکے اللہ کی ذکر کی طرف۔

اور اگر اس میں کوئی تردد ہو تو ایک مجلس میں اسکا امتحان ہو سکتا ہے وہ یہ کہ توریت، انجیل، وید اور قرآن کریم کو پڑھوا کر سن لیا جائے۔ قرآن کی شان و شوکت خود بتلا دیگی کہ یہ کلام الٰہی ہے"۔

۱۔ ایک نصرانی نے ایک قاری کو قرآن پڑھتے دیکھا سنکر رونے لگا۔ کسی نے رونے کا سبب دریافت کیا۔

جواب یہ دیا کہ کلامِ ربانی کی ہیبت اور خشیت نے مجھ کو رلا دیا۔

۲۔ اور نجاشی کا سورۂ مریم کو سُن کر متاثر ہونا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

۳۔ نور اللہ شوستری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ علامہ قوشجی کا ایک یہودی عالم سے ایک مہینے تک مناظرہ رہا۔ مگر یہودی عالم نے کسی دلیل کو تسلیم نہ کیا۔

ایک دن علامہ قوشجی تلاوت کرتے تھے یہودی عالم علامہ سے ملنے کے لئے چلا علامہ کے دروازہ سے علامہ کا قرآن سُنا۔ علامہ نہایت کریہہ الصّوت تھے۔ لیکن قرآن اپنا اثر کر گیا۔

جب علامہ کے پاس پہونچا تو کہا کہ میں اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ علامہ نے سبب دریافت کیا۔ جواب یہ دیا کہ اوس کے قلب پر گہری تاثیر نے مجھ کو یقین دلایا کہ یہ وحی الٰہی ہے۔

۴۔ جبیر بن مطعم جب جنگِ بدر میں گرفتار ہو کر آئے تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیتیں پڑھ رہے تھے۔

اَم خلقوا مِن غیر شیءٍ اَم ھُمُ الخالقون۔ ام خلقوا السمواتِ وَالاَرضِ بَل لا یوقنون ط۔	کیا وہ خود بخود پیدا ہو گئے۔ یا وہ خود پیدا کرنے والے ہیں۔ یا انہوں نے آسمانوں اور زمینوں کو بنایا ہے۔ نہیں۔ بلکہ وہ یقین نہیں رکھتے"۔

جبیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ یہ آیتیں سنتے ہی میرا دل نہ معلوم کہاں پرواز کر گیا۔

۵۔ طفیل بن عمرو دوسی (جو کہ قبیلۂ دوس کے مشہور شاعر تھے) ایک مرتبہ مکہ آئے۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرم محترم میں نماز پڑھ رہے تھے۔

قرآن سن کر فریفتہ ہو گئے۔ اور آن حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام

قبول کیا۔ واپسی کے بعد اپنے قبیلہ کو اسلام کی دعوت دی۔ بہت لوگ مسلمان ہو گئے مگر چونکہ اس قبیلہ میں زنا وغیرہ کا رواج تھا اس لئے سب نے ہنوز اسلام قبول نہ کیا طفیل آں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت عطا فرما؛

پھر طفیل بن عمرو سے فرمایا کہ ملاطفت اور نرمی سے اُن کو اسلام کی طرف بلاؤ اس کے بعد اور لوگوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ اور اسی خاندان ہجرت کرکے مدینہ چلے آئے

۶۔ ایک روز حضرت عمرؓ مسجد میں سو رہے تھے۔ یکایک آنکھ کھلی دیکھا تو ایک نصرانی عالم اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ پڑھ رہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کے اسلام لانے کا سبب دریافت فرمایا تو یہ کہا کہ میں تمہارے کا ایک بڑا عالم ہوں. عربی زبان سے بھی خوب واقف ہوں۔ میں نے ایک مسلمان قیدی کو تمہارے کتاب کی یہ آیت پڑھتے سُنا۔

وَمَن يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ط	جو شخص اللہ اور اوس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اُس کے نافرمانی سے بچے پس ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں؛

اس آیت میں مجھ کو تامل کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا اور آخرت کے وہ تمام احوال جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے وہ سب اس ایک آیت میں جمع کردئے گئے ہیں

دلیلِ نہم

جس شان اور شکوہ اور عظمت اور جلال کے ساتھ قرآن نے خدا کی ذات وصفات کو بیان کیا ہے۔ کوئی کتاب اس کی نظیر نہیں پیش کرسکتی۔

قرآن اول سے آخر تک اوسکی الوہیت ربوبیت رحیمیت رحمانیت ملکوتیت سبوحیت و قدوسیت سے بھرا پڑا ہے۔

کوئی صفحہ ایسا نہیں کہ جس میں خدا کا نام یا خدا کی کسی صفت اور شان کا تذکرہ نہ ہو؛

احکام بھی اگر ذکر کئے جاتے ہیں تو اُن میں بھی اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ سورہ طلاق جس کے عنوان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں طلاق کے احکام ذکر ہونگے۔ مگر اوس میں بھی ۲۵ مرتبہ لفظ اللہ اور دو مرتبہ رب کا ذکر آیا۔ اعجاز قرآن کی یہ دلیل فاضل فیروز الدین ڈسکوی نے اپنے رسالہ میں تفصیل سے ذکر فرمائی ہے۔ جس کو ہم نے بالاختصار نقل کیا ہے۔ وَ للّٰہ درُ القائل ؎

چیست قرآن اے کلامِ حق شناس ✤ رونمائے ربِ ناس آمد بہ ناس

حرفِ حرفش راست در بر معنئے ✤ معنئے در معنئے در معنئے

دلیل دہم

قرآنِ کریم کا سہولت سے یاد ہو جانا یہ بھی قرآن کے معجز ہونیکی دلیل ہے۔ کَمَا قَالَ تعَالیٰ

وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِر	البتہ تحقیق ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لئے آسان کردیا ہے۔ پس ہے کوئی یاد کرنے والا۔

یہی وجہ ہے کہ زمانۂ نزول سے اِتنک ہر زمانہ میں لاکھوں بلکہ کروڑوں قرآن کے حافظ چلے آتے ہیں۔ اور قیامت تک اسی طرح سلسلہ جاری رہیگا۔ بالفرض اگر تمام روئے زمین سے قرآن کریم کے کل نسخے ناپید ہو جائیں۔ تب بھی قرآن کریم حفاظ کے سینوں سے اُسی وقت بلاکسی تغیر و تبدل کے پھر موجود ہوسکتا ہے۔ یہود اور نصاریٰ اور ہنود بتلائیں کہ اگر توریت و انجیل اور وید کے کل نسخے روئے زمین سے ناپید ہو جائیں تو وہ کیا کرینگے اہل اسلام تو اپنا قرآن حفاظ کے دلوں کی الواح سے نقل کرلیں گے۔ یہ یہود بے بہود اور نصاریٰ بے حیا ری اوس وقت کیا کرینگے۔ یہود اور نصاریٰ اور ہنود توریت اور انجیل اور وید کا دنیا میں کہیں ایک ہی حافظ دکھادیں۔

اس کی یہ وجہ نہیں کہ مسلمانوں کو قرآن کے ساتھ ایسا خاص انس ہے کہ جو یہود اور نصاریٰ کو توریت اور انجیل کے ساتھ نہیں۔ اس لئے کہ ہر مذہب والے کو اپنی اوس کتاب کے ساتھ جس کو وہ آسمانی سمجھتا ہے تمام دنیا کی کتابوں سے زائد اوس کو

اوسی کے ساتھ اُنس ہوتا ہے۔ بلکہ وجہ یہ ہے کہ قرآنِ کریم میں جو مقناطیسی کشش ہے وہ کسی کتاب میں نہیں۔

وَاٰخِرُ دعوٰنا اَنِ الحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔ وَصلّی اللّٰہ تعالیٰ عَلیٰ خَیرِ خلقِہٖ خاتمِ الانبیاءِ وَالمرسلین وَعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ وذُرّیاتہٖ وَ بارک وسلّم اِلیٰ یومِ الدّین ؕ

کتبہ العبد الضّعِیف المدعو بمحمّد ادریس الکاندھلوی غفر اللہ لہ واحسن عاقبتہٖ فِی الاُمُورِ کُلّھا واجارہٗ مِن خزی الدّنیا وَعذاب الاٰخِرۃ اٰمِین

یوم پنجشنبہ ۲۲ ذی الحجّۃ الحرام سنہ ۱۳۵۰ھ ہجری النبویؐ مقیم بلدہ حیدرآباد دکن صانہا اللہ تعالیٰ عَن سائرِ الاٰفات والفتن